قسط نمبر ۲

اِنسان:
صلاح وفسادِ عالم کا مرکزی کردار

از قلم :- مولانا لطف الرحمن بنوی (معلم قرآن اکیڈمی)

بدن میں دل کی حیثیت متعین ہو جانے کے بعد آئیے اب انسان کی صحت و فساد، کائنات میں اس کے مقام و مرتبے اور پورے عالم پر اس کے احوال کی اثر اندازی کی کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کریں۔

روحِ انسانی تو ایک لاہوتی حقیقت ہے جو لامحدود حکمتوں کے تحت انسان کے ناسوتی بدن میں اتاری گئی ہے۔ اب یہ مرکب ـــ روح لاہوتی اور بدن ناسوتی ـــ سلسلۂ کائنات میں روحانیات و مادیات کے بیچوں بیچ وہ درمیانی کڑی ٹھہری ہے جس کی کوئی بھی کیفیت جانبین کو یکساں طور پر متاثر کرتی ہے۔

اجزائے لاہوتی اور ناسوتی کے اس اشتراک کی بدولت انسان نہ تو فرشتوں کی طرح فقط لاہوتی غذا سے اپنے وجودِ معجونی کو برقرار رکھ سکتا ہے اور نہ ہی دوسرے حیوانات کی طرح فقط ناسوتی خوراک سے بلکہ اس سلسلے میں اس کو دونوں عالموں سے مناسب مقدار کی حیاتین یعنی ضروری ہیں۔ ان حیاتین کی تحصیل کے طور طریقے مزاج و ماحول کی مناسب تبدیلیوں کے ساتھ اس کو سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک مختلف شریعتوں کی شکل میں بتلائے اور سکھلائے جاتے رہے، انہیں حیاتین کے ترک و استعمال سے اس کی صحت و فساد کا تعلق ہے اور چونکہ توسط کے ناطے سے اس کی صحت و فساد کا اثر لاہوت و ناسوت پر بھی پڑتا رہتا ہے۔ جو کائنات کے اجزائے ترکیبی ہیں اور اس طرح سے ساری کائنات اس سے متاثر ہو جایا کرتی ہے۔[1]

---

[1] جہاں تک کائنات کی عالم انسانی سے اثر پذیری کا تعلق ہے کسی بھی دیدہ ور کو اس میں اختلاف کی مساغ نہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ہمارے اس یا گذشتہ و آئندہ کسی ایسے ہی اظہار ـــ جس میں یہ بات تھیسٹ طبیعی رنگ میں ظاہر کیا گیا ہو ـــ سے کسی کو خلش ہو، اولاً تو ایسے لوگوں کی خدمت میں عرض ہے کہ جس طرح سے کھانے اور پینے کو بھوک اور پیاس کے ازالے میں (باقی اگلے صفحہ پر)

قرآنی ارشاد :

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۵ (سورۃ مومنون آیت ۷۱)	"اگر حق (قدرت یا قانون قدرت) ان کی خواہشات کی تابعداری کرتا تو تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب تباہ ہو جاتے"

اور حضرات عبد اللہ و ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آثار :

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ : مؤثر سمجھا جاتا ہے حالانکہ اصل مؤثر بالذات تو اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ ہی ہے۔ اسی طرح سے اگر انسانی کردار کو بھی کائنات میں مؤثر سمجھا جائے تو توحش ہو تو ہو ناگواری ہرگز نہیں ہونی چاہیئے۔ خصوصاً جبکہ سلف و خلف نے مختلف تعبیرات سے اس پر صاد بھی کیا ہو۔ ہمارے مایۂ ناز متکلم علامہ شبیر احمد عثمانیؒ درس بخاری سے متعلق اپنے آمالی کے اس حصے میں جو "مسئلہ تقدیر" کے عنوان سے ان کی وفات کے بعد ایک رسالے کی شکل میں شائع ہوا ہے فرماتے ہیں :

> "اللہ تعالیٰ کے ہاں مجازات محض بطریق انتقام دنیوی نہیں بلکہ بطور تسبب طبعی کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس عالم اسباب و مسببات کا ایک طویل و عریض سلسلہ پیدا کیا ہے اور اسباب کے اندر ایک نوع تاثیر رکھ دی ہے کہ جب کوئی سبب وجود میں آتا ہے تو باذن اللہ مسبب اس پر مرتب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اس دار دنیا کی چیزوں میں آپ دیکھتے ہیں مثلاً آگ میں قدرت نے احراق کی تاثیر رکھ دی ہے یا زہر میں یہ تاثیر ہے کہ وہ انسان کو ہلاک کر دیتا ہے اب جو شخص بھی زہر کھائے گا بشرط عدم موانع اس کی تاثیر محقق ہو کر رہے گی۔ خواہ اپنے قصد و ارادے سے کھائے یا جبراً و اکراہاً کوئی اسے کھلا دے وعلیٰ ہٰذا القیاس ساری دنیا اسی اسباب و مسببات کے سلسلہ میں جکڑ بند ہے اور کوئی نہیں بتا سکتا کہ فلاں سبب میں ایسی تاثیر کیوں ہے کہ اس پر وہی مسبب مرتب ہو"

لیکن پھر بھی اگر کسی حرفیت پسند کو تسلی نہیں ہوتی تو ہمیں ان کے حسب ذوق تعبیر بدلنے میں بھی کوئی عذر نہیں مثلاً یوں کہا جائے کہ شریعت کی اطاعت و فرمانبرداری سے خدا تعالیٰ کی رضا اور سرکشی و نافرمانی سے اس کی ناراضگی کا تعلق ہے چنانچہ ان دونوں صورتوں میں اپنی پسند یا ناپسند کو ظاہر کرنے کے لئے لاہوت و ناسوت میں اپنا وہی ارادہ ظاہر فرما دیتے ہیں جو دونوں کی کارگزاریوں کو متاثر کر کے انسان کے گرد و پیش میں اس کے حسب کردار سازگار یا ناسازگار فضا پیدا کر دے۔

كاد الجعل ان يهلك في جحره بخطيئة ابن آدم (ابن کثیر)	"بہت ممکن ہے کہ کوئی کیڑا اپنے بل میں انسانی گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہو۔"
ان الحبارى لتموت في وكرها بظلم الظالم (ابن کثیر)	"بے شک سرخاب اپنے گھونسلے میں ظالم کے ظلم کی وجہ سے مرجاتا ہے۔"

سے اس حقیقت کی پوری پوری وضاحت ہوجاتی ہے۔ علاوہ ازیں اس سلسلے میں حکماء کی دونوں جماعتوں یعنی اہلِ کشف و وجدان اور اربابِ دلیل و برہان کی تصریحات بھی موجود ہیں چنانچہ علامہ عبدالوہاب شعرانی "الیواقیت والجواہر" میں محی الدین ابن عربی کی "فتوحات مکیہ" سے بعثتِ انبیاء کی حکمتوں کے ذیل میں شیخ کی یہ عبارت نقل فرماتے ہیں۔

"وہ تمام حدود جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہیں دو قسموں سے خالی نہیں۔ ان میں سے ایک قسم سیاستِ حکمیہ اور دوسری شریعت کہلاتی ہے۔ اور دونوں کو اسی لئے نافذ کیا گیا ہے کہ اس دنیا میں اعیانِ ممکنات باقی اور فساد سے سالم اور محفوظ رہیں۔"

گویا کہ ابنِ عربیؒ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ شریعت اِس نہجِ عمل کا نام ہے جو اعیانِ ممکنات کی صحت اور بقا میں مؤثر ہے اگر انسانوں کے اعمال اس نہج سے ہٹ جائیں تو اس کا لازمی نتیجہ فسادِ کائنات کی صورت میں نمودار ہوگا۔

اِسی طرح سے امام غزالیؒ نے اپنے ایک رسالے "مجربات" میں وہی کچھ لکھا ہے جن سے مذکورہ بالا معروضات کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ نبض قلب کی دلیل ہے اور قلب تمام عالم کی نبض ہے۔ پس جس طرح دل کا حال نبض سے معلوم ہوتا ہے اسی طرح تمام عالم کا حال دل سے معلوم ہوتا ہے۔ رئیس الحکماء فرماتے ہیں کہ علمِ ظاہر میں نبض دل پر دلالت کرتی ہے اور علمِ حقیقت میں دل تمام مخلوقات پر دلالت کرتا ہے۔"

یہ عبارت بھی اس مفہوم میں بڑی صاف اور واضح ہے کہ انسانی دل وہ مرکزِ ثقل ہے جس کی استواری سے پوری کائنات کی استواری اور اس کی کجی سے تمام عالم میں کجی پیدا ہوتی ہے۔ اس مدعا پر مزید روشنی حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ کے اس بیان سے پڑتی ہے جس کو انہوں نے اپنی تفسیر میں ابوالعالیہؒ کے حوالے سے قلمبند فرمایا ہے اور جس کا اردو ترجمہ

علامہ امیر علی نے "تفسیر مواہب الرحمٰن" میں یوں پیش کیا ہے:

"ابو العالیہ نے فرمایا کہ جس نے زمین پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اس نے فساد پھیلایا کیونکہ صلاح زمین و آسمان تو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے ساتھ ہے اور امام عادل اسی واسطے بدکاروں پر سزائیں قائم کرتا ہے کہ زمین میں معصیت نہ ہونے پائے۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ زمین میں ایک سزائے حد قائم ہونا اس ملک والوں کے لئے چالیس دن پانی برسنے سے بہتر ہے۔ اور اس میں بھید یہ ہے کہ جب حد قائم کی گئی تو سب لوگ یا بہتیرے اسی خوف سے مرتکب معاصی نہ ہوں گے اور جب معصیت نہ ہوگی تو رحمتِ الٰہی سے برکتِ سماوی و ارضی ظاہر ہوگی۔ اسی وجہ سے آخر زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے موافق حکم کریں گے حتیٰ کہ سور اور صلیب کو تباہ کریں گے اور جزیہ موقوف کر کے صرف اسلام قبول کریں گے۔ پھر آپ کے زمانے میں دجّال اور اس کے تابعین مارے جائیں گے۔ اور یاجوج و ماجوج مریں گے۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ زمین فساد سے خالی ہو جائے گی تو پھر زمین کو یہ حکم ہوگا کہ اپنی برکت ظاہر کر حتیٰ کہ ایک انار سے ایک جماعت سیر ہو جائے گی اور ایک دودھار جانور کا دودھ ایک جماعت کے واسطے کافی ہوگا اور یہ سب اس وجہ سے ہوگا کہ شریعتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نافذ ہوگی۔ پس ظاہر ہوا کہ جس قدر عدل قائم کیا جائے برکت کی کثرت ہوگی اور حدیث میں موجود ہے کہ جب مرد بدکار مر جاتا ہے تو اس سے لوگوں، شہروں، جانوروں اور درختوں کو راحت ہوتی ہے۔"

قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت سے بھی اس لمبے اقتباس کے آخری جملے کی پوری پوری توثیق ہوتی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۹)	"جو لوگ ان مضامین کو چھپاتے ہیں جو ہم نے نازل کئے جو کہ واضح ہیں اور ہادی ہیں اس کے بعد کہ ہم ان کو کتاب میں لوگوں پر ظاہر کر چکے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے ہیں اور لعنت کرنے والے بھی۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لاعنون کو متعین نہیں فرمایا۔ امام تفسیر مجاہدؒ اور عکرمہؒ نے فرمایا کہ اس عدم تعیین سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ دنیا کی ہر چیز اور ہر مخلوق اس پر لعنت کرتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام جانور اور حشرات الارض بھی ان پر لعنت کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی بداعمالی سے ان سب مخلوقات کو نقصان پہنچتا ہے۔ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ جس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے نقل فرمایا ہے کہ لاعنون سے مراد تمام زمین پر چلنے والے جانور ہیں۔ (معارف القرآن)

اس تحقیق سے یہ بات نکھر کر سامنے آگئی کہ عالم کی صلاح و فساد انسان کے ان اختیاری اعمال سے وابستہ ہے جو ادیانِ سماویہ کا موضوع بحث بنے رہے ہیں۔ چنانچہ احکامِ الٰہیہ کی پیروی عالم کی اصلاح اور ان کو توڑنے اور پامال کرنے والے اس کے فساد کا سبب ہیں۔ اب اس نتیجے کی روشنی میں :-

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا اَلِيْمًا

(سورۃ النساء آیت ۹۳)

"اور جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا اس کی سزا جہنم ہے وہ ہمیشہ اسی میں رہیگا اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور لعنت ہوگی اور اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

لو ان اھل السمٰوٰت والارض اشترکوا فی دم المومنین لاکبھم اللہ فی النار

(مشکوٰۃ)

"اگر تمام آسمانوں اور زمین والے کسی ایک مسلمان کو مل کر قتل کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ دوزخ میں جھونک دیگا۔"

ان اللہ وملٰئکتہ واھل السمٰوٰت والارض حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر۔

(مشکوٰۃ)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمان و زمین کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سب لوگوں کو بھلائیوں کی ترغیب و تعلیم دینے والوں کو دعائیں دیتی ہیں۔"

یا ان جیسی دوسری احادیث و آیات کا جائزہ لیجئے جو صالحین کی اضاعت یا صلاح کاری کی اشاعت کرنے والوں کے بارے میں وارد ہوتی ہیں تو عمل اور اس کی بازگشت کی مناسبت کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

انفعال اور تاثر کے بارے میں عالم اس قدر حساس واقع ہوا ہے کہ انسان کے کسی بھی اچھے یا برے عمل سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ عبادہ ابن صامتؓ کی روایت:

خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	"نبی علیہ السلام ہمیں لیلۃ القدر کی خبر دینے
یخبرنا بلیلۃ القدر فتلاحی رجلان	کے لئے نکلے تو دو مسلمان آپس میں جھگڑے
من المسلمین فقال خرجت لاخبرکم	آپ نے فرمایا میں تو لیلۃ القدر کی خبر دینے
بلیلۃ القدر فتلاحی فلان وفلان	کے لئے نکلا لیکن فلاں اور فلاں آپس میں
فرفعت۔ (مشکوٰۃ باب لیلۃ القدر)	لڑے چنانچہ اس کا علم اٹھا لیا گیا۔"

یا ایک دوسرے صحابی (بقول میرک شاہ اعز الغفاری، مرقات) کی روایت:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	"ایک دفعہ نبی علیہ السلام نے فجر کی نماز
صلی صلوٰۃ الصبح دقرأ الروم فالتبس	پڑھائی اور اس میں سورۃ روم تلاوت
علیہ فلما صلی قال ما بال اقوام یصلون	فرمائی جس میں آپ کو اشتباہ ہوا جب
معنا لا یحسنون الطھور وانما یلبس	نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ان لوگوں
علینا القرآن اولئک (مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ)	کا کیا حال ہے جو ہمارے ساتھ جماعت میں

شریک ہوتے ہیں اور وضو اچھی طرح نہیں کر کے آتے ہیں جس سے ہمارے اوپر اشتباہ پڑتی ہے۔" یہی لوگ (غالباً منافقین ہیں۔ تہدیداً یا بذریعہ وحی تحقیقاً)

یا ترمذی شریف کی حدیث:

لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی	"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی
الارض اللہ اللہ !	جب تک کہ یہ صورتحال پیدا نہ ہو کہ زمین

میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی بھی باقی نہ رہے۔"

میں یہی بات بیان ہوئی ہے کہ کسی بھی معصیت کا انعکاس اس حد تک عام ہے کہ انبیاء تک اس سے متاثر ہو جاتے ہیں اور اسی طرح سے ایک آدمی کا ایمان اور اس کی اطاعت گزاری فساد کو اس انتہا پر پہنچنے نہیں دیتی جو قیامت کی صورت میں بربادیٔ عالم کا ہنگامہ برپا کر دے

اعمال اختیاریہ کے اسی تاثر سے انسانی اشخاص وجماعات کے نقشوں میں سعادت اور شقاوت کی رنگ آمیزیاں ہوتی ہیں اور قسّام ازل کے علم و ارادے کے عین مطابق عمل و کردار کی مناسبت سے صالحین و فاسقین کی تقسیم عمل میں آتی ہے اس حقیقت کے پیش نظر

قرآن وحدیث میں تدبر کریں تو

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۳)

اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار بنا کر رکھا ہے۔ قیامت کے دن اس کا نامۂ اعمال اس کے واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً ؕ

(سورۃ انفال آیت ۲۵)

اور تم ایسے وبال سے بچو جو خاص انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں (بلکہ غیر مرتکبین بھی اس کی لپیٹ میں آئیں گے)

مثل المدهن فی حدود الله و الواقع فیها مثل قوم استهموا سفینة فصار بعضهم فی اسفلها وبعضهم فی اعلاها فکان الذی فی اسفلها یمرّ بالماء علی الذین فی اعلاها فتاذوا به فاخذ فأساً فجعل ینقر اسفل السفینة فأتوه فقالوا مالك فقال تأذیتم ولا بُدّ لی من الماء فان اخذوا علی یدیه انجوه و نجوا انفسهم وان ترکوه اهلکوه واهلکوا انفسهم ۝ (بخاری)

اللہ تعالیٰ کے حدود و احکام میں تساہل اور رواداری سے کام لینے والے اور ان کو توڑنے والے اس قوم کی مانند ہیں جنہوں نے (کسی بحری سفر کے لئے) مل کر ایک کشتی لی پھر بعض اس کی بالائی اور بعض اس کی نچلی منزل میں ٹھہرے پس نچلی منزل والا کوئی شخص (پانی لینے کے لئے) بالائی منزل والوں پر سے گزرتا جس سے ان کو تکلیف ہونے لگی۔ (جو پانی لے جانے والے نے بھی محسوس کی) چنانچہ اس نے ایک کلہاڑا لیا اور کشتی کے نچلے حصے کو چھیدنے لگا (یہ دیکھ کر) بالائی منزل والے اسکے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہو! اس نے کہا کہ تم میری (آب آوری کی) وجہ سے تکلیف میں پڑ گئے اور مجھے بھی اس سے چارہ نہیں۔ اب اگر انہوں نے اسے روکا تو خود

بھی تباہی سے بچے اور اس کو بھی بچایا اور اگر اس کو یونہی چھوڑا تو اس کو بھی ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہوئے۔

جیسی آیات واحادیث کی تفسیر وتشریح میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

اس بحث کو ہم نے اتنی طوالت اس لئے دی کہ پورے مالہا و ماعلیہا کے ساتھ یہ بات ثابت اور ذہن نشین ہو جائے کہ عالم کون میں انسان کو وہی مرکزی حیثیت حاصل ہے جو خود اس کے بدن میں دل کو حاصل ہے۔ اس تشبیہہ کو امام غزالیؒ نے "احیاء العلوم" میں اس طرح بیان فرمایا ہے:-

وذلك من جنس تعلق الملك بالملكوت واعنى بالملك عالم الشهادة المدرك بالحواس وبالملكوت عالم الغيب المدرك بنور البصيرة:	اور یہ (یعنی اعضاء و دل یا انسانی ظاہر وباطن کا تعلق) ملک اور ملکوت کے تعلق کے قبیل سے ہے ملک سے مراد وہ عالم شہادۃ (انسان اور اس کے اعمال سمیت) ہے جس کا حواس سے ادراک کیا جاسکتا ہے اور ملکوت سے مراد عالم غیب (انسانی اعمال کی تاثیرات سمیت) ہے جو نور بصیرت سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اور پھر اسی سلسلے میں مزید فرمایا کہ دونوں (ملک و ملکوت) کا باہمی تعلق اسی قدر نرم ونازک اور غیر مرئی ہے کہ اکثر لوگ اس کا صحیح ادراک نہیں کر پاتے اس لئے گمراہیوں کی مختلف وادیوں میں بھٹک جاتے ہیں۔

ولطف الارتباط ودقته بين العالمين انتهى الى حد ظن بعض الناس اتحاد احدهما بالآخر وظن آخرون انه لا عالم الا عالم الشهادة ومن ادرك الامرين ثم ارتباطهما عبّر عنه	اور ان دونوں عالموں (ملک وملکوت) کے تعلق کی نزاکت اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ بعض لوگوں نے تو دونوں کو ایک ہی چیز سمجھ لیا اور بعض نے یہ گمان کیا کہ عالم شہادۃ کے سوا کچھ ہے ہی نہیں اور جس نے ان دونوں کو ان کے صحیح باہمی تعلق کیساتھ سمجھ لیا انہوں نے تعبیر یوں کی

رق الزجاج ورقت الخمر وتشابها فتشاكل الامر

شراب اور پیمانہ دونوں اس قدر صاف وشفاف ہیں کہ حقیقت الامر مشتبہ ہو گئی۔

فکانما خمر ولا قدح　　　وکانما قدح ولاخمر

کبھی یوں لگتا ہے کہ سب شراب ہے پیمانہ نہیں اور کبھی یوں محسوس ہوا کہ یہ سب پیمانہ ہے شراب نہیں۔

خلاصہ اس بحث کا یہ نکلا کہ جس طرح سے عالمِ اصغر (انسان) میں اصل عمل و تاثیر تو دل کی صفت ہے جس کا اثر بدن کے تمام اعضاء میں ظاہر ہوتا ہے اور پھر یہی اثر پلٹ کر دوبارہ بالواسطہ طور پر دل کو بھی متاثر کرتا ہے بعینہٖ اسی طرح عالم اکبر (پوری کائنات) میں مدارکار انسانی سیرت و کردار ہے۔ جس سے اس کے مختلف نا ک نقشے تشکیل پاتے ہیں لیکن پھر کائنات کے ایک جزء ہونے کی حیثیت سے وہ خود بھی اس سے متاثر ہوتا رہتا ہے۔

اسی تفصیل سے بے خبری کا نتیجہ ہے وہ تمام باطل فلسفے جو الحاد کے مختلف سانچوں میں نمودار ہوئے ہیں اور جن کی ایک بہت بڑی خطرناک صورت ہیگل اور مارکس کا وہ مادّی نظریۂ تاریخ ہے جو اشتراکیت کی نظری بنیاد ہے۔

▫▫▫▫▫▫▫▫▫▫

"اسلام میں خواتین کا مقام"

کے موضوع پر

ڈاکٹر اسرار احمد کا ایک اہم خطاب

ماہنامہ میثاق کے مئی ۸۲ء کے شمارے

یعنی اشاعت خصوصی میں ملاحظہ فرمائیں

مزید براں

اسی موضوع پر دیگر اصحابِ علم و دانش کی تحریریں بھی

اس اشاعتِ خصوصی میں شامل ہیں

یہ شمارہ دفتر میں محدود تعداد میں موجود ہے

قیمت فی پرچہ (قسم ادنیٰ) ۶/- روپے (قسم اعلیٰ) ۱۰/- روپے